OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com



# "رواج نامہ سوات"میں موجود ٹریفک کے متعلق والئی سوات کے حکم ناموں کا شرعی و تحقیقی جائزہ

# The Legal Verdicts of Wālī Swat Regarding Traffic: An Analysis from the Perspective of Islamic Law

**Dr. Saifullah**
Subject Specialist Islamic Studies, Government Higher Secondary School Matta, Swat, KP, Pakistan
**Email:** saifu6565@gmail.com
**Dr. Lutfullah Saqib**
Associate Professor (Law & Shariah), University of Swat, KP, Pakistan
**Email:** lutsaqib@gmail.com
**Dr. Saeed ur Rahman**
Assistant Professor (Islamic Studies), Abdul Wali Khan University Mardan, KP, Pakistan
**Email:** saeed@awkum.edu.pk

## Abstract

Being benefited by the favors of Allah Ta'ala, man is eager to find more facilities for himself every time and is busy day and night to make every area of life easier. But it is also surprising that on the one side, man wants facilities for himself, while on the other side, sometimes these facilities are the cause of death. As in earlier times people used to travel on Donkey Carts, Camels etc. Then times changed and engines started being used, people started traveling in cars. Development progressed until the time of the airplane came.

CC BY

People traveled the journey of month in hours. But along with this accidents also started to increase. Accidents in the past caused very few deaths, while today's accidents cause many deaths or at least maiming and injuring the human body or causing financial loss. After which the parties file various claims against each other. Therefore, keeping in mind the Islamic principle, it is necessary to resort to Sharia law to solve these problems. Because nowadays traffic usage is very high due to the abundance of people and it is increasing day by day. Due to which traffic problems are also faced more. Therefore, all countries and states issue orders for the traffic problems like all others problems of the country. For this reason, the Wali Swat also issued some orders for the residents of his successful state. Six of these orders are mentioned in the *Riwaj Nama Swat*, which are being reviewed in the light of *Sharia* in this article.

**Keywords**: *Airplane, Donkey Carts, Riwaj Nama e Swat, Wali Swat Decrees Regarding Traffic*

## تمہید

شریعت اسلامی ایسا دین ہے جو تاقیامت قابلِ عمل ہے۔ دنیا چاہے جتنی بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو اور نئی نئی ایجادات کو اپنی گود میں جگہ دے، لیکن اسلام نے ہر ایک رخ پر ایسی ہدایات عطا فرمائی ہیں جس کی روشنی میں ایک مسلمان اپنے سفر کو امن و عافیت کے ساتھ بخوشی طے کر سکتا ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا فرمائی ہے یہ اپنے ہر رخ پر ترقی کی طرف گامزن ہے اور انسان کو دن بہ دن اپنی نئی نئی ایجادات سے سہولیات سے آراستہ کرتی آرہی ہے۔ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات کا انتظام بھی ازل ہی سے فرمایا ہے۔ چاہے ان ضروریات کا تعلق کھانے پینے کے ساتھ ہو، یا لباس اور سکونت کے ساتھ۔ چونکہ کھانے پینے، لباس اور سکونت انسان کی اہم اور بنیادی ضروریات ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کو بطور احسان کئی مقامات پر بار بار یاد دلائے ہیں اور نعمتوں کی فہرست میں ان کو ذکر کر کے اپنی عبادت کی ترغیب فرمائی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ "اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الاَرْضَ فِرَاشاً وَّالسَّمَآءَ بنا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ[1] " ۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے، جس نے بنایا تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت اور اتارا آسمان سے پانی، پھر نکالے اس سے میوے تمھارے کھانے کے لیے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو بطور نعمت ذکر فرمایا ہے۔

لباس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا [2] "۔ اے آدم کی اولاد ہم نے اتارا ہے تم پر لباس جو تمھارے ستر کو ڈھانپے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر سکونت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ "وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا [3] "۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تمھارے گھر بسنے کے لیے بنادئے۔

ان تینوں آیات کے علاوہ اور بیسیوں آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان تینوں چیزوں کو انسان کے واسطے اپنی عظیم نعمتوں میں شمار کر کے انسان کو اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ ان کے علاوہ بنی آدم پر اللہ تعالیٰ کی ایسی ان گنت احسانات ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر موقع، محل اور شخص کے واسطے اتار کر اپنا فضل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: " وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا [4] "۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو گننا چاہو تو گن نہ سکو گے۔ ان احسانات سے مستفید ہوتے ہوئے انسان اپنے لیے دن بہ دن مزید سہولیات ڈھونڈنے کا خواہشمند ہے اور دن رات اس میں مستغرق ہے کہ زندگی کے ہر شعبے کو آسان سے آسان تر بنائے۔ لیکن یہ بات بھی تعجب خیز ہے کہ انسان ایک طرف اپنی لئے سہولیات کا متمنی ہے جب کہ دوسری جانب بسا اوقات یہی سہولیات خود اس کی ہلاکت کا سبب بھی بنتی آرہی ہیں۔ جیسا کہ پچھلے زمانے میں لوگ گدھا گاڑی، اونٹوں وغیرہ پر سفر کرتے تھے۔ پھر زمانہ بدل گیا اور انجن استعمال ہونے لگے، لوگ گاڑیوں میں سفر کرنے لگے۔ ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ ہوائی جہاز کی نوبت آگئی۔ لوگ دنوں اور مہینوں کا سفر گھنٹوں میں کرنے لگے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ حادثات بھی بڑھنے لگے ۔ پرانے زمانے کے حادثات بہت ہی کم جان لینے کا سبب بنتے تھے، جب کہ آج کل کے حادثات بہت سی اموات یا کم از کم انسانی جسم کو معذور اور زخمی کرنے یا مالی نقصان کا سبب بنتے ہیں۔ جس کے بعد جانبین ایک دوسرے کے خلاف مختلف قسم کے دعوی دائر کرتے ہیں۔ اس لیے اسلامی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے شریعت کا سہارا لینا ضروری ہے۔ چونکہ آج کل ٹریفک کا استعمال بوجہ انسانوں کی کثرت کی انتہائی زیادہ ہے اور دن بہ دن بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔ جس کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل بھی بہت درپیش ہوتے ہیں۔ اس لیے تمام ممالک اور ریاستیں ملک کے تمام مسائل کی طرح ٹریفک کے مسائل کو مد نظر رکھتی ہیں۔ اور اس کے اصول کو سختی سے لاگو کرنے کے احکامات صادر فرماتی ہیں۔

چونکہ فقہائے کرام کے زمانے میں ٹریفک کا نظام نہیں تھا اس لیے انہوں نے اس حوالے سے صریح احکامات ذکر نہیں فرمائے ہیں۔ جیسا کہ تکملہ فتح الملہم میں کی عبارت ہے۔ " ثُمَّ لَمْ يَذْكُرِ الْفُقَهَآءُ حُكْمَ السَّيَّارَةِ لِعَدَمِ وُجُوْدِهَا فِيْ عَصْرِهِمْ وَالظَّاهِرُ أَنَّ سَآئِقَ السَّيَّارَةِ ضَامِنٌ لِمَآ اَتْلَفَتْهُ فِي الطَّرِيْقِ سَوَآءٌ اَتْلَفَتْهُ مِنَ الْقِدَامِ اَوْ مِنَ الْخَلْفِ وَ وَجْهُ الْفَرْقِ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الدَّآبَّةِ عَلٰى قَوْلِ الْحَنْفِيَةِ اَنَّ الدَّآبَّةَ مُتَحَرِّكَةٌ بِاِرَادَتِهَا فَلَاتُنْسَبُ نَفْحَتُهَا اِلٰى رَاكِبِهَا بِخِلَافِ السَّيَّارَةِ فَاِنَّهَا لَاتَتَحَرَّكُ بِاِرَادَتِهَا فَتُنْسَبُ جَمِيْعُ حَرَكَاتِهَا اِلٰى سَآئِقِهَافَيُضْمَنُ جَمِيْعُ ذٰلِكَ[5]۔" (متقدمین )

فقہائے کرام نے گاڑیوں کے ایکسیڈنٹ کا حکم اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا ہے کیونکہ ان کے زمانے میں گاڑیاں موجود نہیں تھیں۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ گاڑی کا ڈرائیور ہر اس چیز کا ضامن ہے جس کو اس نے اپنی گاڑی کے ذریعے نقصان پہنچایا ہو۔ چاہے وہ آگے سے ہو یا پیچھے سے۔ اور گاڑی اور جانور میں حنفیہ کے نزدیک یہ فرق ہے کہ جانور اپنے ارادے سے حرکت کرتا ہے اس لیے اس کے نقصان کی نسبت اس کے مالک کی طرف نہیں کی جائے گی۔ بخلاف گاڑی کے کہ یہ خود حرکت نہیں کر سکتی، اس لیے اس کے تمام نقصانات کی نسبت اس کے ڈرائیور کی طرف کی جائے گی۔ اس لیے اس کے تمام نقصان کا ذمہ دار ڈرائیور ہی ہو گا۔

البتہ انہوں نے کچھ اصول چوپایہ سواریوں اور کشتیوں کے بارے میں ذکر کئے ہیں جن کی روشنی میں جدید دور کے فقہاء ان اصول سے پیش آمدہ مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ جیسا کہ ابن عابدین شامی نے اپنی کتاب میں یوں عبارت نقل فرمائی ہے کہ:

"اَلْاَصْلُ اَنَّ الْمُرُوْرَ فِيْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ مُبَاحٌ بِشَرْطِ السَّلَامَةِ فِيْمَا يُمْكِنُ الْاِحْتِرَازُ عَنْهُ وَضَمِنَ الرَّاكِبُ فِيْ طَرِيْقِ الْعَامَّةِ مَا وَطِئَتْ أَوْ خَطَبَتْ بِيَدِهَا اَوْ صَدَمَتْ[6]۔" ضابطہ یہ ہے کہ شارع عام میں ہر مسلمان کو گزرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ وہ شخص اپنی وسعت کے مطابق محفوظ رہے، اور سوار ہر صورت میں ضامن ہو گا جب شارع عام میں کوئی جانور کسی شخص کو کچل دے یا اس کو اپنے پاؤں سے مارے یا اس کو اپنے سر سے مارے۔

اگرچہ یہ عبارت گاڑیوں کے بارے میں نہیں ہے، لیکن اس قسم کے بہت سے اصول فقہائے کرام نے اپنی کتب میں ذکر کیے ہیں، جن کی روشنی میں عصر حاضر کے علماء نے اپنی کتب میں کافی مسائل بیان کئے ہیں، جن میں وہبۃ الزحیلی نے اپنی کتاب "الفقہ الاسلامی وادلتہ" نے جنایات کے مسائل پر تفصیلی بحث کی ہے، جن میں دور حاضر کے کافی مسائل کے لیے تشفی بخش حل موجود ہے۔ لیکن انہوں نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ ان مسائل پر موجودہ دور کے ٹریفک کے مسائل کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جانوروں اور گاڑیوں میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے جنایات کے مسائل کے ضمن میں ایک جگہ یہ عبارت نقل فرمائی ہے، کہ: " وَ يُلَاحَظُ اَنَّ هٰذِهِ الْاَحْكَامَ لَا تَنْطَبِقُ عَلَى السَّيَّارَاتِ الْيَوْمَ[7]۔" کہ یہ احکامات موجودہ دور کی گاڑیوں پر صادر نہیں آسکتے کیونکہ ان کے آپس میں بہت تضاد ہے۔ البتہ جیسا کہ پہلے گزرا، انہوں نے اس ضمن میں ایسے کافی اصول بتائے ہیں جن پر دور حاضر کے ٹریفک کے مسائل کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

اس سلسلے میں مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ کی تصنیف "بحوث فی قضایا فقهية معاصرة" بھی اس قسم کے مسائل کے لیے ایک بہترین کاوش ہیں۔ انہوں نے یہ بات وضاحت کے ساتھ نقل فرمائی ہے کہ فقہائے متقدمین کی تصنیفات میں موجودہ دور کے ٹریفک کے مسائل مذکور نہیں ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے زمانے میں سواری اور باربرداری کے لیے صرف اونٹ، خچر، گھوڑے اور کشتیاں پائی جاتی تھیں، موجودہ دور کی تیز رفتار سواریاں مثلاً کار، بسیں، جہاز اور ریل گاڑیاں ان کے زمانے میں نہیں تھیں، اس لیے ان چیزوں کے ساتھ متعلقہ مسائل سے ان کی تصنیفات خالی ہیں۔ البتہ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسے بہت سے اصول وضع کئے ہیں جن پر قیاس کر کے عصر حاضر کے مسائل کا بآسانی تصفیہ کیا جاسکتا

ہے۔اس حوالے سے ان کی تصنیف کی یہ عبارت بطور تمثیل پیش کی جاتی ہے، جس سے اس تصنیف کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔ " وَلِذَا فَيَجِبُ اَنْ يُضْمَنَ سَائِقُ السَّيَّارَةِ لِكُلِّ ضَرَرٍ يُنْشَأُ عَنْهَا، سَوَآءٌ نَشَأَ ذٰلِكَ الضَّرَرُ مِنْ اَجْزَآءِ السَّيَّارَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ اَوْ مِنَ اَجْزَآئِهَا الْمُؤَخَّرَةِ اَوْ مِنْ اَحَدِ جَانِبَيْهَا لِاَنَّ كُلَّ ذٰلِكَ تَحْتَ تَصَرُّفِ السَّآئِقِ[8]۔" اس وجہ سے یہ بات لازم ہے کہ گاڑی کے ڈرائیور کو ہر اس نقصان کا ضامن قرار دیا جائے جو اس گاڑی کی وجہ سے ہو جائے، چاہے یہ نقصان گاڑی کے اگلے حصے سے ہوا ہو، یا پچھلے حصے سے، یا دونوں اطراف میں سے کسی ایک طرف سے، کیونکہ یہ سب حصے ڈرائیور کے اختیار میں ہے۔

ان تمام عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے تمام معاملات کے لیے اصول وضع کئے ہیں، جن کی روشنی میں وہ تمام مسائل حل کئے جاسکتے ہیں جو پیش آچکے ہیں یا آئندہ کے لئے معاشرے کو اس کی ضرورت ہوگی۔ان اصول کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ پورا معاشرہ منظم رہتے ہوئے ہر ریاست کے باشندگان اپنی زندگی کے یہ چند لمحات پُرسکون گزاریں۔بنابرایں ریاست سوات کے والئی نے بھی اپنی کامیاب ریاست کی خاطر کچھ احکامات صادر فرمائے تھے۔ان میں سے چھ حکم نامے ایسے ہیں جو کہ رواج نامۂ سوات میں مذکور ہیں، جن کو اس فصل میں ذکر کیا جارہا ہے۔چونکہ والئی سوات کے دور میں آبادی کا تناسب کم تھا اور ٹریفک کا نظام موجودہ دور کی طرح نہ تھا، گاڑیوں کی تعداد بہت کم تھی۔اکثر لوگ پیدل سفر کرتے تھے، البتہ لمبے سفر کے لیے گاڑیوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔جب کہ کچھ لوگ چھوٹے سفر بذریعہ سائیکل کیا کرتے تھے۔اس لیے ان حکم ناموں میں ٹریفک کے علاوہ پیدل لوگوں اور سائیکل کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں۔

والئی سوات کے بہترین حکمران ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں ٹریفک انتہائی کم ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی ریاست میں روشن مستقبل کی خاطر سڑکوں کا جال بچھایا تھا۔تاکہ آئندہ کے لیے بھی لوگوں کو آمدورفت میں کسی قسم کے مشکلات درپیش نہ ہوں۔اور ساتھ ساتھ ان کی صفائی اور تحفظ کی خاطر کچھ لوگ بھی ریاست میں بھرتی کئے تھے جن کا کام سڑکوں کی صفائی کے ساتھ ساتھ ان کا تحفظ بھی تھا۔اس کے علاوہ انہوں نے ایسے اصول وضع کئے تھے، جن کی وجہ سے ریاست کی تمام سڑکیں، ان پر پیدل چلنے والے اور گاڑیوں میں سفر کرنے والے سواریاں مکمل طور پر محفوظ تھیں۔اس فصل میں ان حکم ناموں کا شرعی جائزہ لیا گیا ہے۔وہ حکم نامے یہ ہیں۔

**حکم نامہ:415 سائیکل چلانا**

سائیکل چلانے والوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی سائیکلوں میں رات کے وقت لائٹ باقاعدہ رکھا کریں۔خلاف ورزی کی صورت میں سنگین سزا دی جاسکتی ہے۔[9]

تاریخ اجراء: 1954-04-28

**شرعی جائزہ**

شریعت نے جن امور میں توقف سے کام لیا ہے یعنی نہ ان کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ ان سے روکا گیا ہے، ایسے امور کو امور مباحہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ان کے بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ کسی مصلحت کے تحت حاکمِ وقت ان کو لازم یا ممنوع کر سکتا ہے۔ اور جب حکمران اس کو لازم کر دے یا اس سے روکے، اس کی تابعداری شریعت کی رو سے لازم قرار دی جاتی ہے ۔اور اس کی نافرمانی شریعت کی نافرمانی تصور کی جائے گی۔[10] بہت سے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ حکمران وقت کا ہر وہ حکم جو شریعت اسلامیہ کے خلاف نہ ہو اس کا ماننا ہر صورت میں لازم ہے اور اس کی مخالفت کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ جیسا کہ رد المحتار علی الدر المختار میں ابن عابدین نے نقل کیا ہے کہ: "(قَوْلُهُ : اَمْرُ السُّلْطَانِ اِنَّمَا يَنْفُذُ ) اَىْ يُتَّبَعُ وَلَا تَجُوزُ مُخَالَفَتُه[11]۔" کہ حکمرانِ وقت کا حکم نافذ العمل ہو گا یعنی اس کی تابعداری کی جائے گی اور اس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ بلکہ امام نووی رحمہ اللہ کا قول اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام کو لازم پکڑنا چاہیے اور اس کی اطاعت کرنی چاہیے، اگر چہ وہ فسق و فجور یا دیگر معصیت میں مبتلا ہو اور لوگوں کا مال غصب کرتا ہو یا دیگر گناہوں میں ملوث ہو، ایسی صورت میں بھی اگر وہ گناہ کا حکم نہ دے تو اس کی اطاعت لازم ہے[12]۔

مندرجہ بالا حکم نامہ جس میں سائیکل ڈرائیور کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی سائیکل کے لائٹ کو رات کے وقت برابر رکھے، اس کا تعلق انتظامی امور کے ساتھ ہے جس میں خلاف شرع کوئی حکم نہیں ہے بلکہ اس میں اپنی اور دوسرے کی جان کی حفاظت ہے ۔اس لیے اس کا ماننا لازم ہے اور اس کو شریعت کے موافق تصور کیا جائے گا۔

**حکم نامہ:416 نوکر جب سڑک پر چلتا ہو**

ہر نوکر پر لازم ہے کہ وہ سڑک پر چلتے وقت بائیں ہاتھ پر چلے۔ اگر کسی نوکر نے خلاف ورزی کی تو وہ مجرم تصور ہو گا۔[13]

دستخط حکمران سوات تاریخ اجراء: 1957-02-10

**شرعی جائزہ**

اس حکم نامہ کا تعلق بھی ٹریفک کے مسائل کے ساتھ ہے۔ جس میں والئی سوات نے اپنے نوکر کو سڑک کی بائیں جانب چلنے کی ہدایت دی ہے۔ یہ حکم بظاہر نوکر کے لیے ہے، لیکن پوری عوام ان کو دیکھ کر اس حکم کی پابندی کیا کرتی تھی۔

اس حکم نامہ کا تعلق بھی انتظامی امور کے ساتھ ہے۔ کیونکہ شریعت میں ایسا کوئی واضح حکم موجود نہیں ہے جس میں یہ حکم دیا گیا ہو کہ راستہ کی کونسی جانب چلنا چاہیے، البتہ ایسی روایات موجود ہیں، جن میں راستے کے کچھ آداب بیان کیے گئے ہیں، جیسا کہ ایک روایت میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ ارشاد ہے "اذَا اسْتَقْبَلَتْكَ الْمَرْاَتَانِ فَلَا تَمُرَّ بَيْنَهُمَا خُذْ يَمْنَةً اَوْ يَسَرَةً[14]۔" جب تمھارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے درمیان میں سے مت گزرو، بلکہ دائیں یا بائیں طرف چلو۔ اس حدیث میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص کو راستہ پر چلتے ہوئے عورتیں سامنے آجائیں، تو اس کو چاہیے کہ راستہ کی دائیں یا بائیں جانب ہو جائے، اور ان کے درمیان میں سے نہ گزرے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ راستہ کی دائیں یا بائیں جانب چلنا دونوں صحیح ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی روایات ایسی ہیں جن میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ راستہ کو کھلا چھوڑنا چاہیے

، اور کوئی تکلیف دہ چیز اگر اس میں سامنے آجائے تو اس کو راستہ سے ہٹانا چاہیے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ "اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالحَيَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ [15]۔" ایمان کے بہت سے شعبہ جات ہیں، ستّر سے کچھ اوپر یا ساٹھ سے کچھ اوپر۔ ان میں سے افضل ترین کلمہ لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے کمتر تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا ہے، اور حیا بھی ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ راستہ سے ہر ایسی چیز کو ہٹانا چاہیے جس سے چلنے والے کو تکلیف ہو اور وہاں سے گزرنے والے کے لیے کسی بھی قسم کی دشواری کا سبب بن سکتی ہو۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی روایات ہیں۔ جن کا مقصد یہ ہے کہ راستہ کو کھلا چھوڑنا چاہیے، اور تمام ایسے کاموں سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے راستہ پر چلنے والے کو تکلیف اور دشواری محسوس ہو۔ ان روایات کے تناظر میں والئی سوات کا یہ حکم بھی اسی قبیلے سے ہے کہ راستے اور شارع عام کو کھلا چھوڑ کر بائیں طرف چلنا چاہئے، تاکہ سڑک کھلا رہے اور لوگوں اور سواریوں کے لئے چلنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ البتہ یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ والئی سوات نے بجائے اس کے کہ دائیں جانب پر چلنے کا حکم دیتا، انہوں نے بائیں جانب پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ اب تلاش بسیار کے باوجود ایسی کوئی روایت نہیں ملی جس میں کسی ایک جانب چلنے کا واضح حکم دیا گیا ہو، اگرچہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ دائیں جانب چلنا مسنون ہے، البتہ بعض روایات ایسی ہیں جن میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے، کہ آپ ﷺ ہر کام میں دائیں جانب سے ابتدا کو پسند فرماتے تھے۔"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي التَّرَجُّلِ وَالانْتِعَالِ [16]۔ " حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہر چیز میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے، یہاں تک کہ کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں بھی اسی کو پسند فرماتے تھے۔ اسی حدیث کی بنیاد پر بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ چلنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ دائیں جانب چلا جائے۔ پس اگر اسی حدیث کی بنا پر دائیں جانب چلنے کو مسنون قرار دیا جائے، تو پھر والئی سوات کا یہ حکم خلاف سنت پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ ایک طرف یہ علاقہ پہلے ہی برطانیہ کے زیر تسلط رہا تھا، جب کہ دوسری طرف والئی سوات خود بھی برطانوی حکومت سے کافی متاثر تھا، اس لئے یہاں زیادہ اطوار و اقدار انہیں کے رائج ہوئے تھے۔ جس کی وضاحت بعض کتابوں میں یوں کی گئی ہے۔ " میاں گل جہان زیب نے والئی سوات کی حیثیت سے 12 دسمبر 1949ء کو اس وقت ریاست کی باگ دوڑ سنبھالی جب باپ نے خود ہی دستبردار ہو کر تاج و تخت بیٹے کے حوالے کر دئے ۔ اس سے اس کا مغربی طرز زندگی اور وہاں کی ترقی کے دلدادہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ ریاست اور معاشرہ کو جدید خطوط پر ڈھالنے کا عمل تیز ہوا بلکہ انہوں نے ریاست کو ارادتاً سیکولر اور مغربی رنگ میں رنگنے کی کوشش کی۔" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کے زیادہ تر اصول و ضوابط مغربی طرز کے موافق تھے۔ اور ٹریفک کے اصول و ضوابط مغرب میں بائیں جانب پر مبنی ہیں، جب کہ تمام عرب ممالک میں ٹریفک کا تمام نظام دائیں جانب پر مبنی ہے۔ اس لیے ریاست سوات میں بھی انہی مغرب کی طرز پر اصول و قواعد پر عمل در آمد کرتے ہوئے بائیں جانب پر چلنے کے نظام کو نافذ کیا گیا ہے۔ اس تمام تر تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ والئی سوات نے پیدل چلنے والوں کو بائیں جانب پر چلنے کی جو ہدایت کی ہے، یہ حکم ٹریفک کے نظام کے ساتھ

متعلق تھا اور ٹریفک کا نظام یہاں پر بائیں جانب پر مبنی تھا، اس لیے اس کے موافق پیدل چلنے والوں کو بھی اسی طرح کا حکم دیا گیا۔ اس قسم کے اصول کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام کو سہولت بھی میسر ہو اور لوگ کی جان ومال مکمل طور پر مامون و محفوظ بھی ہو۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اس حکم کا تعلق بھی انتظامی امور ہی کے ساتھ ہے اور انتظامی امور کے بارے میں حکمران وقت کی تابعداری لازم ہوتی ہے۔ اس لیے ایسی کوئی حرکت کرنا جس سے راہگیروں یا سواریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہو، چاہے وہ سڑک کے درمیان میں چلنا ہو یا مخالف سمت چلنا ہو اور یا ٹریفک کے نظام میں کسی قسم خلل ڈالنا ہو یہ سب نہ صرف قانوناً بلکہ شرعاً بھی جرم تصور ہو گا اور اس قسم کے جرم سے اجتناب لازمی ہے۔ لہٰذا یہ حکم نامہ بھی شریعت کے موافق ہے۔

**حکم نامہ:417 جب گوجر لوگ سڑک پر مال مویشی لے جاتے ہوں**

جو گوجر لوگ سڑک پر سفر کرتے ہوں تو بائیں طرف اپنے مال مویشیوں سمیت سفر کرسکتے ہیں۔ ان کو بائیں ہاتھ پر چلنے کی ہدایات دینا نوکرانِ محکمۂ سڑک کے ذمے ہو گا۔ اس محکمے کے نوکران ان گوجر لوگوں کو بائیں ہاتھ پر سفر کرنے کا طریقہ بتائیں گے اور غلط چلنے پر ان کی گرفت کریں گے۔ اگر محکمۂ سڑک پر غفلت ثابت ہوئی تو اس صورت میں نوکران محکمۂ سڑک مجرم ہوں گے۔ اگر گوجر لوگوں نے سفر کرتے وقت بائیں ہاتھ پر چلنے سے سرکشی اختیار کی تو اس صورت میں گوجروں کو بھی سزا دی جائے گی۔[17]

تاریخ اجراء: 1959-05-03

**شرعی جائزہ**

اس حکم نامہ کا تعلق ٹریفک کے مسائل کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ اس میں والئی سوات نے گوجر لوگوں کو سڑک کی بائیں جانب اپنی مویشیوں کو لے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کا تفصیلی حکم اس سے پہلے حکم نامہ بھی گزر چکا ہے۔ البتہ ان دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ گزشتہ حکم نامہ صرف پیدل چلنے والوں کے بارے میں تھا، جب کہ یہ حکم نامہ مال مویشیوں کے بارے میں ہے۔ اس حکم نامہ کے ذریعے والئی سوات نے سڑک کے ملازمین کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ گوجر لوگوں (مویشی کے مالکان) کو سڑک کی بائیں جانب چلنے کا حکم دیں گے۔ اور خلاف ورزی کی صورت میں ان کی گرفت کریں گے۔ اور اگر سڑک کے ملازمین نے اپنی ذمہ داری ادا نہ کی تو ان کو مجرم تصور کیا جائے گا۔ اس حکم نامہ کا شرعی حکم گزشتہ حکم نامہ کی طرح ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کا تعلق چونکہ انتظامی امور کے ساتھ ہے اور انتظامی امور میں شریعت رعایا کو حکمران وقت کے حکم کا پابند بناتی ہے۔ اس کے علاوہ اس حکم کی خلاف ورزی میں ٹریفک میں خلل کی صورت میں فساد اور نقصان کا اندیشہ بھی ہے اس لیے یہ حکم ماننا لازم ہو گا اور اس کی خلاف ورزی قانوناً اور شرعاً جرم تصور ہو گا۔[18] لہٰذا یہ حکم نامہ بھی شریعت کے موافق ہے۔

**حکم نامہ:418 سڑک کی صفائی وغیرہ کے بارے میں**

سڑک کی صفائی وغیرہ کے بارے میں مندرجہ ذیل قواعد کی پابندی لازمی ہے:

1. کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ایسی جگہ ہونا چاہئے کہ سڑک سے نظر نہ آئے۔

2. سڑک کی اطراف میں کوئی بھی مال مویشیوں کا گوبر نہیں ڈالے گا۔
3. ہر آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال مویشی اور گدھے وغیرہ سڑک کے بائیں ہاتھ لے جائیں۔[19]

تاریخ اجراء: 1961-11-09

### شرعی جائزہ

یہ حکم نامہ ٹریفک کے مسائل کے ضمن میں اس وجہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ان دونوں کا تعلق سڑک کے ساتھ ہے جس میں والئی سوات نے سڑک کی صفائی اور بائیں جانب چلنے کی ہدایات دیں ہیں۔ اس حکم نامے میں تین احکامات درج ہیں: پہلا حکم یہ ہے کہ سڑک کی صفائی کا خیال رکھتے ہوئے کوڑا کرکٹ ایسی جگہ ہونا چاہئے جو سڑک سے نظر نہ آئے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ سڑک کے کنارے مال مویشیوں کا گوبر ڈالنے سے اجتناب کیا جائے، اور تیسرا حکم یہ ہے کہ سڑک پر چلتے وقت بائیں ہاتھ کو اختیار کیا جائے۔ پہلا اور دوسرا حکم صفائی کے متعلق ہیں، جس کے بارے میں شریعت نے بہت تاکید فرمائی ہے۔

صفائی شریعت میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جس نے ابتداء ہی سے طہارت اور پاکیزگی کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ جب دوسری مرتبہ وحی نازل ہوئی تو اس میں اور احکامات کے ساتھ ساتھ طہارت کا حکم بھی شامل تھا۔ وہ آیات مبارکہ یہ ہیں۔ " يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[20]۔" اے کپڑے میں لپٹنے والے، اٹھو اور ڈر سناؤ، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، اور اپنے کپڑے صاف رکھو، اور گندگی سے دور رہو۔ ان آیات میں وضاحت کے ساتھ صفائی اختیار کرنے اور گندگی سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں طہارت کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ صفات میں سے قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بھی اپنے اقوال اور طرز زندگی سے مسلمانوں میں طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ ایک روایت میں اس کو آدھا ایمان تک قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے کہ " اَلطَّهُورُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ[21]۔" صفائی آدھا ایمان ہے، اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے صفائی کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ " تَنَظَّفُوْا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى بَنَى الْإِسْلاَمَ عَلَى النَّظَافَةِ وَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلاَّ كُلُّ نَظِيفٍ[22]۔" اپنے آپ کو صاف رکھو جتنا تم سے ہو سکے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں ہرگز داخل نہیں ہو گا مگر وہ شخص جو صاف ستھرا ہو۔ ان احادیث سے صفائی کی اہمیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اسلام نے نہ صرف یہ کہ جسمانی صفائی کا حکم دیا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے گھر، مسجد اور محلے کی صفائی کا حکم یہاں تک کہ جس راستہ پر لوگوں کی آمد و رفت ہو ان کو بھی صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ "إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا أُرَاهُ قَالَ أَفْنِيَتَكُمْ وَلاَ تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ [23]۔" بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکی کو پسند فرماتا ہے، ستھرا ہے اور ستھرائی کو پسند فرماتا ہے، کریم ہے اور کرم کو پسند فرماتا ہے، سخی ہے اور سخاوت کو پسند فرماتا ہے، پس تم صفائی کرو، راوی فرماتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا کہ تم اپنے صحنوں کو صاف رکھو اور یہود کے ساتھ مشابہت مت

کرو۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے صفائی کی تاکید فرما کر اپنے گھروں کے صحنوں کو پاک صاف رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے راستوں کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے جس کو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے "اِتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اَلَّذِیْ يَتَخَلّٰى فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ[24]۔" دو لعنت کرنے والے کاموں سے بچو، صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین پوچھا، وہ دو کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جو لوگوں کے راستے یا ان کے سائے میں قضائے حاجت کرتا ہے۔ یہ روایت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اپنے راستوں کو ہر قسم کے گند سے صاف ستھرا رکھنا چاہئے، چاہے وہ کچرے کی صورت میں ہو، بول و براز کی صورت میں ہو، یا جانوروں کی آلائش اور گوبر وغیرہ ہو۔ یہ معاشرے کے ہر شخص کی انفرادی ذمہ داری بنتی ہے، جب کہ یہ ریاست کی ذمہ داری بھی ہے کہ کچرے کے اٹھانے کے لئے انتظام کر کے ارد گرد کے ماحول کو صاف اور ستھرا رکھے۔ والئی سوات کا یہ حکم نامہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جنہوں نے اپنی ریاست کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے ایسی ہدایات جاری فرمائی تھیں، جس سے ماحول انتہائی پاکیزہ اور ستھرا رہتا تھا۔ انہوں نے دو احکامات جاری فرمائے تھے، پہلا حکم یہ تھا کہ سڑک کی صفائی کا خیال رکھتے ہوئے کوڑا کرکٹ ایسی جگہ ہونا چاہئے جو سڑک سے نظر نہ آئے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ سڑک کے کنارے مال مویشیوں کا گوبر ڈالنے سے اجتناب کیا جائے۔ یہ دونوں احکامات بعینہ شریعت کے موافق ہیں۔ کیونکہ دین اسلام بھی صفائی اور ستھرائی کو پسند فرماتا ہے اور ہر ایسے عمل سے جو معاشرہ اور ماحول کی ستھرائی کو نقصان پہنچاتا ہے اور آلودگی کا سبب بنتا ہے اس سے سختی سے روکنے کی تاکید کرتا ہے۔

اس حکم نامے میں تیسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ سڑک پر چلتے وقت بائیں جانب چلا جائے۔ اس حکم کے بارے میں شرعی نقطہ نظر اس سے پہلے حکم نامے میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اس حکم نامہ میں والئی سوات کی جانب سے تین احکامات دئے گیے ہیں، چونکہ ان تینوں احکامات میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے جو شریعت کے متضاد اور مقابل ہو، اس لیے یہ حکم نامہ بھی شریعت کے موافق ہے۔

**حکم نامہ:419 سڑک کے کنارے کوڑا کرکٹ جمع کرنا**

جو سڑک تارکول سے پختہ کی جائے تو اس کے کنارے پر کوئی شخص کوڑا کرکٹ کا ڈھیر جمع نہ کرے۔ موجودہ ڈھیر ہٹانے کے لیے تین مہینے کی مہلت دی جاتی ہے۔[25]

تاریخ اجراء: 1955-03-03

### شرعی جائزہ

اس حکم نامہ میں والئی سوات نے پختہ سڑک کی صفائی کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے، کہ اس کو صاف اور ستھرا رکھا جائے اور ہر قسم کی گندگی کے ڈھیر وغیرہ کو اس سے دور رکھا جائے اور جو گندگی پہلے سے موجود ہے اس کو تین مہینے کے اندر اندر یہاں سے ہٹایا جائے۔ یہ حکم نامہ بھی پہلے حکم نامہ کی طرح ہے۔ البتہ اس حکم نامہ میں گند کے ہٹانے کے لیے تین مہینے کا وقت دیا گیا

ہے۔ اس حکم کا تعلق انتظامی امور کے ساتھ ہے۔ اور انتظامی امور میں جیسا کہ پہلے کئی بار ذکر کیا جاچکا ہے کہ اس میں حکمران وقت کی اطاعت لازم ہے جب تک وہ خلاف شریعت حکم نہ دے، اسی طرح سڑک کی صفائی کے بارے میں تفصیل اس سے پہلے حکم نامہ میں گزرچکی ہے۔ لہذا یہ حکم نامہ بھی شریعت کے موافق ہے۔

**حکم نامہ:420 موٹر رکشہ کے لیے تعداد سواریاں**

بہ ذریعہ تحریر ہذا حکم جاری کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل موٹر رکشوں میں ڈرائیور کے علاوہ حسبِ ذیل سواریوں سے زیادہ سواریاں نہیں بٹھائی جاسکتیں۔

| | |
|---|---|
| 1۔ ٹرین: | تین سواریاں |
| 2۔ لوپٹا: | تین سواریاں |
| 3۔ میڈ گیٹ: | پانچ سواریاں |
| 4۔ ٹریمو بائیل: | چھ سواریاں[26] |
| تاریخ اجراء | 1961-06-02 |

**شرعی جائزہ**

اس حکم نامہ میں والئی سوات نے مختلف قسم کے رکشوں کے لیے مخصوص سواریوں کا حکم دیا تھا، جن سے زیادہ سواریاں بٹھانے سے منع فرمایا تھا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جس گاڑی میں حد سے زیادہ سواریاں بٹھائی جائیں، تو یہ مختلف حادثات کا سبب بن سکتا ہے، مثلاً ایکسیڈنٹ کا سبب بن جانا، اس کے علاوہ اچانک گاڑی کا خراب ہو جانا، چڑھائی یا اترائی میں بریک فیل ہونے کا سبب بن جانا، ان سب کے علاوہ جب گاڑی پر حد سے زیادہ سواریاں بٹھائی جائیں، تو یہ آلودگی کا سبب بھی بن جاتا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں انجن پر زیادہ پریشر ہونے کی وجہ سے ایک طرف اس کی آواز جب کہ دوسری طرف دھواں اٹھنے کا سبب بن جاتا ہے، جو صوتی اور فضائی آلودگی کو فروغ دیتے ہیں۔ اس لیے والئی سوات نے ریاست کے بہترین ماحول اور خصوصاً انسانی زندگی کے تحفظ کے خاطر اس قسم کے احکامات صادر فرمائے تھے اور ان پر سختی سے عمل در آمد کرواتے تھے۔ یہ تمام احکامات انتظامی امور کے ساتھ متعلق ہیں، اور انتظامی امور کے بارے میں شریعت نے یہ واضح حکم دیا ہے کہ جب تک یہ منصوصات کے خلاف نہ ہوں، ان میں حکمران وقت کی تابعداری لازم ہوتی ہے۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ یہ حکم نامہ انسانی زندگی کے تحفظ کا ذریعہ ہے اور اس کی خلاف ورزی انسان کے لیے جسمانی یا کم از کم مالی نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ اور شریعت بھی ہر شخص کو اپنی حفاظت کا حکم اور نقصان سے بچنے کی تاکید کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ [27]۔" اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، یہ آیت اگرچہ جہاد کے متعلق نازل ہوئی ہے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کو ہلاکت قرار دے کر اس سے روکا گیا ہے۔ لیکن یہ حکم عام ہے، کسی بھی صورت میں کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو عمداً نقصان پہنچائے۔ چاہے وہ جسمانی نقصان ہو یا مالی۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ایسی عبادت سے بھی منع فرمایا ہے جس سے انسان کا بدن نحیف

ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پے در پے روزہ رکھنا جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کے بدن کو کمزور کرنے کا سبب بنتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کہ: "لَا صَامَ مَنْ صَامَ الاَبَدَ مَرَّتَیْنِ[28]۔" جس نے ہمیشہ روزہ رکھا تو اس کا روزہ نہیں ہے، یہ جملہ دو بار ارشاد فرمایا۔ اس روایت میں آپ ﷺ نے ہمیشہ اور مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلسل روزہ رکھنے سے انسانی جسم کی کمزوری کا اندیشہ ہے اور جو عمل انسانی جسم کے نقصان اور کمزوری کا سبب بن جاتا ہو اسے ناپسند سمجھا گیا ہے۔ جس طرح اپنے جسم کو نقصان پہنچانا دینِ اسلام میں ناپسندیدہ ہے اسی طرح اپنے مال کو بھی نقصان پہنچانا اور ضائع کرنا مکروہ گردانا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ "اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَرِہَ لَکُمْ ثَلَاثًا قِیلَ وَقَالَ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ [29]۔" حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے، فضول گفتگو، کثرت سوال اور مال کو ضائع کرنا۔ اس روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مال کو ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ افعال میں سے ہے۔ اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہئے، اور حتی الوسع اپنے مال اور جان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اس تمام تمہید اور وضاحت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اپنے مال اور جان کو نقصان پہنچانا شریعت میں ناجائز ہے، پس ہر وہ عمل جس سے انسانی مال اور جان کو نقصان پہنچے گا وہ بھی ناجائز ہو گا۔ لہٰذا والئی سوات کا یہ حکم نامہ جس میں زیادہ تعداد میں سواریاں بٹھانا ممنوع کیا گیا ہے، چونکہ اس قسم کے فعل سے انسانی جان ومال کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ اس لیے یہ حکم نامہ بھی شریعت کے موافق ہے۔

**خلاصہ بحث**

شریعت اسلامی ایسا دین ہے جو تا قیامت قابلِ عمل ہے، جس میں انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک تمام ضروریات کا انتظام ازل ہی سے فرمایا ہے۔ چاہے ان ضروریات کا تعلق کھانے پینے کے ساتھ ہو، یا لباس اور سکونت کے ساتھ۔ دنیا چاہے جتنی بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو اور نئی نئی ایجادات کو اپنی گود میں جگہ دے، لیکن اسلام نے ہر ایک رخ پر ایسی ہدایات عطا فرمائی ہیں جس کی روشنی میں ایک مسلمان اپنے سفر کو امن وعافیت کے ساتھ بخوشی طے کر سکتا ہے۔ ان ہدایات سے مستفید ہوتے ہوئے انسان اپنے لیے دن بہ دن مزید سہولیات ڈھونڈنے کا خواہشمند ہے۔ لیکن یہ بات بھی تعجب خیز ہے کہ بسا اوقات یہی سہولیات خود اس کی ہلاکت کا سبب بھی بنتی آرہی ہیں۔ جیسا کہ پرانے زمانے میں گدھا گاڑی، اونٹوں وغیرہ پر سفر کے حادثات بہت ہی کم جان لینے کا سبب بنتے تھے، جب کہ آج کل گاڑیوں، ٹرینوں، کشتیوں اور جہازوں کے حادثات بہت سی اموات یا کم از کم انسانی جسم کو معذور اور زخمی کرنے یا مالی نقصان کا سبب بنتے ہیں۔ چونکہ آج کل ٹریفک کا استعمال بوجہ انسانوں کی کثرت کی انتہائی زیادہ ہے اور دن بہ دن بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل بھی بہت درپیش ہوتے ہیں۔ اس لیے تمام ممالک اور ریاستیں ملک کے تمام مسائل کی طرح ٹریفک کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لیے اصول وضع کرتی ہیں اور سختی سے لاگو کرنے کے احکامات صادر فرماتی ہیں، جن کی روشنی میں وہ تمام مسائل حل کئے جاسکتے

ہیں جو پیش آچکے ہیں یا آئندہ کے لئے معاشرے کو اس کی ضرورت ہو گی۔ ان اصول کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ پورا معاشرہ منظم رہتے ہوئے ہر ریاست کے باشندگان اپنی زندگی کے یہ چند لمحات پُر سکون گزاریں۔ بنابر ایں ریاست سوات کے والئی نے بھی اپنی کامیاب ریاست کی خاطر کچھ احکامات صادر فرمائے تھے۔ ان میں سے چھ حکم نامے ایسے ہیں جو کہ رواج نامۂ سوات میں مذکور ہیں، جن کو اس مضمون میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان حکم ناموں کی تعداد چھ ہے۔

حکم نامہ نمبر415: سائیکل چلانا

اس حکم کا تعلق انتظامی امور کے ساتھ ہے جس میں مفاد عامہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے، یہ حکم نامہ صحیح ہے۔

حکم نامہ نمبر416: نوکر جب سڑک پر چلتا ہو

حکم نامہ نمبر417: جب گوجر لوگ سڑک پر مال مویشی لے جاتے ہوں

مندرجہ بالا حکم ناموں میں موجود دیئے گئے احکامات لوگوں کو طرح طرح کے مصائب سے بچانے کے لیے ہیں، یہ دونوں شریعت کے مطابق ہیں۔

حکم نامہ نمبر418: سڑک کی صفائی وغیرہ کے بارے میں

حکم نامہ نمبر419: سڑک کے کنارے کوڑا کرکٹ جمع کرنا

ان دونوں حکم ناموں کا مقصد لوگوں کی اذیت سے بچانا ہے اور ارد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ہے۔ اس لیے یہ دونوں بھی شریعت کی روشنی میں صحیح ہیں۔

حکم نامہ نمبر420: موٹر رکشہ کے لیے تعداد سواریاں

یہ حکم عوام کو حادثات وغیرہ سے بچانے کے لیے جاری کیا گیا ہے۔ یہ بھی شریعت کے موافق ہے۔

## References


[1] Surah Al-Baqarah, 22:02
[2] Surah Al-A'raf, 26:07
[3] Surat al-Nahl, 80:16
[4] Surah Ibrahim, 34:14
[5] Shabbir Ahmad Usmani, Fateh-ul-Mulham (Deoband: Maktaba Ashrafiya) vol:02, P:524
[6] Muhammad Amin Ibn Abidin, Radd al-Muhtar (Beirut: Dar al-Fikr), Vol. 10, P:218.
[7] Wahbat Al-Zuhaili, Fiqh al-Islami wa Dillatoh (Beirut: Dar al-Fikr) Vol.6, P:328
[8] Muhammad Taqi Osmani, Buhoth fi Qazaya Fiqhiyya Muasara (Qatar: Ministry of Islamic Affairs) Vol.1, P:298
[9] Ghulam Habib Khan, Riwaj Nama e Swat (Mingora: Shoaib Sons) P:216

[10] Ashraf Ali Thanvi, Islam and Politics (Multan: Idara Talifat Ashrafiya) P:219
[11] Muhammad Amin Ibn Umar Ibn Abidin, Rid al-Muhthar Ali al-Dur al-Mukhtar, Volume: 5, P:422
[12] Muhi uddin yahya ben sharf alnawavi, alminhaj sharh Sahi Muslm bin Alhajaj, Volume:12, P:237
[13] Ghulam Habib Khan, Riwaj Nama e Swat, P:216
[14]Ahmad bin Hussain Abu Bakr al-Bayhaqi, Shab al-Iman , Chapter about prohibition of private parts of women and refraining from them, (Riyadh: Maktab al-Rashid for distribution, 1423 AH = 2003 AD) Volume: 7, P: 316, Hadith No: 5064
[15] Ahmad bin Hussain Abu Bakr al-Bayhaqi, Shab al-Iman, chapter on the mention of the hadith in the Shab al-Iman, (Beirut: Dar al-Kutub al-Elamiya, 1410 AH) Volume: 1, p: 33, Hadith No: 2
[16] Muhammad Ibn Hibban al-Tamimi, Al-Ihsan fi Ṣāḥīm Sahih Ibn Hibban (Beirut: Mussīt al-Risalah, 1408 AH = 1988) Vol: 12, P:271
[17] Ghulam Habib Khan, Riwaj Nama e Swat, P:216
[18] This thesis, ruling: 416
[19] Ghulam Habib Khan, Riwaj Nama e Swat,P: 217
[20] Surat al-Muddair, 74: 01-05
[21] Muslim bin al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Taharah, chapter on virtue of ablution (Beirut: Al-Kitab Al-Thaqafia) Volume: 1, P: 203, Hadith No: 223
[22] Muhammad Nasir al-Din al-Albani, Sahih wa Zaeef al-Jami al-Saghir (Alexandria: Le abhath al-Qur'an wal Sunnah, vol. 5, p. 258, Hadith No: 6234)
[23] Muhammad bin Isa at-Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Kitab Al- Adab, Chapters on Cleanliness (Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi) vol.4, p.111, Hadith No: 2799
[24] Muslim bin Al-Hajjaj, Sahih Muslim, Kitab al-Taharah, Chapter Stop Urinating in the Path and Shade, Vol. 1, p. 226, Hadith No: 269
[25] Ghulam Habib Khan, Riwaj Nama e Swat,P: 217
[26] Ibid,P: 217
[27] Surah Al-Baqarah, :02195
[28] Muhammad bin Ismail al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Sawm, Chapter on the Rights of the Family in Fasting (Beirut: Dar Ibn Kathir) Vol.3, P:40, Hadith No: 1977
[29] Muslim bin Al-Hajjaj al-Qashiri, Sahih Muslim, Kitab al-Aqziyyah, Chapter on to stop from the many things that are not necessary, vol.3, p.1341, Hadith No: 593